CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

आगत सं० 1614

~~३८२८~~

स्टाक प्रमाणीकरण १९८४-१९८५

ॐ

# पतित उद्धार

लेखक:- पंजा मर्तीजा आर्य समाज ट्रैक्ट सोसायटी लाहौर

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اوم

# پتت اودھار

ینگ مینز آریہ سماج ریلیجیس سوسائٹی

لاہور

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

1614
पुस्तकालय गुरुकुल काँगड़ी
22662
CHECKED 1973
पुस्तकालय गुरुकुल काँगड़ी

جلد ۲ نمبر ۴

# پتت اودھار

ٹریکٹ نمبر ۱۴۷

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء

## ینگ مینز آریہ سماج ٹریکٹ سوسائٹی

لاہور

قیمت ——— آدھ آنہ

آریہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ شنکر داس پرنٹر چھپا

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

# پنت اور وہار

(۱)

## ہندؤں میں ذات کی تفریق

ہندؤں کی سوشیل کمزوری کے بہت سے سبب ہیں۔ مگر اُن میں سے سب سے بڑا۔ اُن کی موجودہ ذات پات کی تفریق ہے۔ اِس میں شُبہ نہیں۔ کہ جو لوگ اور جو مذاہب یہ کہتے ہیں۔ یہ سب انسان بھائی ایک برابر ہیں۔ اُنہوں نے بھی اپنے عمل سے یہ ثابت نہیں دکھلایا۔ کہ اُن کی یہ تعلیم سچّی ہے۔ اُن میں بھی اِنسانوں اور انسانوں کے درمیان تمیز پائی جاتی ہے۔ مساواتِ اِنسانی کا مسئلہ بہت پیچیدہ اور مُشکل ہے۔ قدم قدم پر ہم کو غیر مساوات نظر آتی ہے۔ اِنسان اپنی شکل و صُورت میں۔ اپنے لب و لہجے میں۔ اپنے دِل و دماغ کے اوصاف اور طاقتوں میں۔ اپنے ذہنی و جسمانی قواء میں برابر نہیں ہیں۔ اور اِسی لئے بلا کسی قید کے یہ کہہ دینا کہ سب اِنسان

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

برابر ہیں۔ اور اُن کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہئیے۔ ایک ایسا قول ہے۔ جس کی صحت میں لوگوں کو شبہہ رہتا ہے۔ عیسائی قومیں جو اپنے گرجاؤں میں ہر روز یہ تعلیم دیتی ہیں۔ اُن کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیم پر خود عمل کرنے سے قاصر ہیں۔ جو لوگ اِنسانوں سے وہ سلوک کر سکتے ہیں۔ جو اِس وقت افریقہ کے مغربی ساحل پر کوکو کی آبادیوں میں کالے رنگ کے قلیوں سے ہو رہا ہے۔ یا جو ٹرانسوال میں۔ ماریشش میں ہندوستانی و دیسی قلیوں سے ہوتا ہے۔ یا جو امریکہ کے گورے باشندے حبشیوں کی اولاد سے کرتے ہیں۔ وہ کس مُنہ سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مسئلہ مساواتِ اِنسانی کے قائل ہیں۔ مغربی اقوام میں مسئلہ مساواتِ اِنسانی کی آواز اوّل فرانس و امریکہ سے اُٹھی۔ مگر فرانس اور امریکہ کی تاریخ کیا گذشتہ اور کیا حال کے ایام کی بتا رہی ہے۔ کہ وہ بھی اِس مسئلہ کی سچائی پر اِس قسم کا یقین نہیں رکھتے۔ کہ اُس کو غیر اقوام کے ساتھ سلوک کرتے ہوئے پورے طور پر عمل میں لا سکیں۔ مغرب میں مالداروں اور غریبوں کے درمیان جو فاصلہ ہے۔ وہ بھی یہی بتا رہا ہے۔ کہ مساواتِ اِنسانی کا مسئلہ نہایت مشکل اور پیچیدہ ہے۔ ایسی صورت میں ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہندوؤں کی ذات پات کی تفریق مسئلہ مساواتِ اِنسانی کے برخلاف ہونے کی وجہ سے خلافِ قدرت ہے۔ بلکہ اِس کے برعکس کئی دفعہ ہمارے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ غالباً قدیم آریہ لوگوں کا سوشیل آرگنیزیشن (نظام تمدن) موجودہ یوروپین سوشیل آرگنیزیشن سے بہتر تھا۔ کوئی اِنسانی انسٹی ٹیوشن مکمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کسی انسٹی ٹیوشن کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے۔کہ اس میں کوئی نقص نہیں۔اور وہ خالی از اعتراض ہے۔ تاہم یہ کہا جاسکتا ہے۔کہ مقابلتاً ایک انسانی انسٹی ٹیوشن دوسری کی نسبت زیادہ نیچرل (سبھاؤک) ہے۔ اور اس سے یقیناً انسانوں کو زیادہ تعداد میں اور زیادہ مقدار میں سُکھ پہنچ سکتا ہے۔ اس معیار پر ہم قدیم آریوں کی ذات بندی کو پرکھیں۔ تو ہم کو کئی دفعہ یہ خیال ہوتا ہے۔کہ موجودہ مغربی انسانی مساوات کے ڈھکوسلے کی نسبت وُہ تفریق زیادہ نیچرل تھی۔یوُرپ میں انسانی جماعتوں کے درمیان دیوار فاصل زیادہ تر دولت اور جائداد ہے۔صاحب دولت اور صاحب جائداد اور عوام لوگوں میں اس قدر بُعد اور فاصلہ ہے۔کہ وُہ کسی طرح اُس بُعد سے کم نہیں ہے۔جو قانوناً ہندوؤں کے ہاں برہمن اور شودر میں ہونا چاہئے۔مغرب میں دولت وجائداد انسانوں کے حقوق میں وُہ فرق پیدا کردیتی ہے۔جو کسی طرح اُس سے کم نہیں جو ایشیائی قوموں میں برہمن اور شودر کے درمیان پایا جاتا ہے۔ ایک زمانہ تھا۔کہ یوُرپ میں بھی پادریوں کا اُسی قدر زور تھا۔جس قدر ہندوؤں میں برہمنوں کا۔ اور اُس وقت اُن سے اُتر کر زور تلوار کے چلانے والی بہادر جماعتوں کا تھا۔ مگر اب یوُرپ میں نہ کوئی پادریوں کو پوچھتا ہے۔ اور نہ تلوار چلانے والے کو۔ اب وہاں پر دولت کا زور ہے۔ہندوؤں کی تفریق ذات میں اور اُن کی تاریخ میں کبھی دولت والی جماعت کا اس قدر زور نہیں ہوا۔جیسا کہ اس وقت یوُرپ میں ہے۔

دُنیا میں دولت کو اور دولت والے کو ہمیشہ ہر زمانے میں اور ہر وقت مُفلس

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

غریب اور نادار پر کچھ نہ کچھ فائدہ رہتا ہے۔ لیکن ہندوؤں کی سوشیل تھیوکراسی میں کبھی دولت کو وُہ درجہ نہیں ملا۔ جو اِس وقت یُورپ کی پارلیمنٹوں اور اُن کے سوشیل انتظام میں مالداروں اور صاحب جائیداد لوگوں کو حاصل ہے۔ ہندوؤں کی برادریوں میں ہمیشہ غریب و امیر کو یکساں وَوٹ دینے کا استحقاق رہا ہے۔ ہندوؤں میں ہمیشہ سے سب سے زیادہ عزّت۔ وَوٹ اور اقتدار اُس جماعت کے ہاتھ میں رہا ہے۔ جس کی نسبت یہ خیال ہے۔ کہ اُن کو اوروں کے بھلے کے لئے افلاس میں ہی زندگی بسر کرنا چاہیئے۔

SOCIAL ORGANIZATION

اِس لئے ہم یہ کہنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ کہ یُورپ کا نظامِ تمدن[1] بالیقین ہر پہلو میں ہماری اصلی "ورن ویوستھا" سے زیادہ سائنٹیفک اور زیادہ نیچرل تھے مگر باوجود اِس کے ہم کو یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں۔ کہ ہندوؤں میں موجودہ ذات پات کی تفریق اور اُس کی حد بندی اسبھاوک یعنی قانونِ قدرت اور اصُولِ سائنس دونوں کے سخت خلاف ہے۔

ہم انسانوں کی مساوات کے مسئلے کے یہ معنی سمجھتے ہیں۔ کہ سب انسانوں کو ترقی کرنے کے لئے مساوی حقوق اور موقعے ہونے چاہئیں۔ کسی شخص کی پیدائش اُس کے رستے میں ترقی کرنے اور بڑھنے کی مانع نہ ہو۔ اور اس میں یقیناً ہم یہ کہ سکتے ہیں۔ کہ مغربی اقوام کے سوشیل انسٹی ٹیوشن یا تمدّنی انتظامات ہم سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ ہماری موجودہ سوشیل تفریق میں کسی چمار یا بھنگی کے لڑکے کو کوئی حق یا موقعہ نہیں ہے۔ کہ وُہ برہمن یا کھتری

[1] اصُول سائنس اور مقتضائے فطرت کے مُطابق ۱۲

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

یا ڈپٹی بن سکے۔ اس وقت انگریزی عمل داری میں بیشک اُس کو کسی قدر موقعے حاصل ہیں۔ کہ وُہ بھی دولت پیدا کر سکے۔ لیکن دولت و لیاقت پیدا کرنے کے باوجود ہندو سوسائٹی کے سوشیل اسکیل میں (تمدّنی زینے یا نظامِ تمدّن) اوپر بڑھنے کے لئے اُسے کوئی حق یا موقعہ نہیں ہے۔ ہندو سوسائٹی کی موجودہ RELIGIOSOCIAL کمزوری اس سخت حد بندی کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہندو قوم دنیا میں رتبہ و عزّت اور نام و شہرت حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو اُس کا اوّل فرض یہ ہے۔ کہ اس حد بندی کو دُور کر دے۔ اور اپنے نظامِ تمدّن میں ہر ایک ہندو کو بلا تفریق ذات پات۔ ذاتی لیاقت اور ذاتی شرافت کی بدولت اعلےٰ سے اعلےٰ رتبہ پر پہنچنے کے لئے یکساں موقع دے۔ ہندوؤں میں سوشیل ترقی اور سوشیل قابلیّت کی تہ میں دو ضروری اصلاحیں ہیں۔ ایک یہ کہ اُن ذاتوں کو جن ادنےٰ یا نیچ درجے کی ذاتیں کہا جاتا ہے۔ سوشیل اسکیل (نظامِ تمدّن) میں اونچا کیا جائے۔ دوم یہ کہ بڑی ذاتوں کی اندرونی تفریقیں دور کر دی جائیں۔

مختلف ذاتوں کے درمیان جو سوشیل امتیاز ہے۔ اسے ہم مندرجہ ذیل مدوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) چھوُت چھات کی تفریق۔
(۲) کھان پان یعنی خورد و نوش کی تفریق۔
(۳) بیاہ شادی کی تفریق۔
(۴) سنسکاروں کی تفریق۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ہندوؤں میں بعض جماعتیں اور ذاتیں ایسی ہیں۔ جن کو چھونے کے ناقابل یعنی (UNTUCHABLES) کہا جاتا ہے (مسلمانوں میں بھی اس کے مقابلے کی ذاتیں اور جماعتیں موجود ہیں۔ جن سے شریف اور اعلےٰ ذاتیں چھونا گوارا نہیں کرتیں۔ لیکن اس وقت ہمیں اُن سے بحث نہیں ہے) مگر ہندوؤں کی پرانی کتابوں میں ہم کو اس چھوت چھات کے لئے کوئی پرمان (سند) نہیں ملتے۔ ویدوں میں برہمن گرنتھوں میں۔ اپنشدوں اور سوتروں میں آریوں کے اندر چھوت چھات کی قیود کے لئے ہم کو کوئی سند نہیں ملتی۔ سوتر گرنتھوں میں جو ہندوؤں کے دھرم شاستر کے ماخذ ہیں۔ کہیں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ کسی آریہ کو کسی دوسرے آریہ کے ساتھ چھونے میں۔ یا اُس کے ہاتھ کا پانی پینے میں۔ یا اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانے میں کوئی اعتراض ہونا چاہئے۔ البتہ یہ ضرور ملتا ہے۔ کہ بعض مُردار خوار یا غلیظ بدبودار پیشے کرنیوالی جماعتوں کے لئے دیگر آبادی سے علیحدہ گھر بنانے چاہئے۔ اُس زمانہ میں پیشہ وار جماعتیں اپنے گھروں میں کام کرتی تھیں۔ اُن کے گھر اُن کے کارخانوں سے علیحدہ نہ ہوتے تھے۔ جیسے کہ اس وقت یورپ میں عام طور پر دستور ہے۔ اس لئے عوام کی صحت کو مدنظر رکھ کر پرانے آریہ لوگوں نے یہ قاعدہ بنایا ہوگا۔ کہ ایسا پیشہ کرنے والی جماعتیں جن کے کام سے بدبو یا تعفن پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً چمڑہ سکانے یا چمڑہ رنگنے وغیرہ کے کام کرنے والے لوگ دیگر آبادی سے علیحدہ رہا کریں۔ لیکن اس کے علاوہ ہم کو اپنے پرانے شاستروں میں کوئی پرمان ایسا نہیں ملتا جس سے کسی اونچی ذات کے آریہ کو کسی نیچی ذات کے آریہ سے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نفرت کرنے یا چھوت چھات سے پرہیز کرنے کا کوئی حق یا اجازت دی گئی ہو۔ اس وقت ہماری یہ غرض نہیں ہے۔ کہ ہم تاریخی طور پر پتہ لگائیں۔ کہ یہ چھوت چھات کی قیود کب اور کس طرح سے شروع ہوئیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس وقت جو قیود چھوت چھات کی ہندو جاتی میں ہیں۔ وہ آپس میں نفرت اور دویش پیدا کرنیوالی ہیں۔

اس وقت صرف اونچی ذاتیں ہی اپنے سے نیچی ذاتوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتیں بعض تو سوائے ماتا اور بیوی کے اپنی ذات کے اندر بھی کسی دیگر مرد یا عورت کا بنا ہوا کھانا نہیں کھاتے۔ یہ مرض یہاں تک پھیلا کہ بعض نیچی ذاتوں نے بھی انتظام کے طور پر سوائے برہمنوں کے اور کسی دیگر اونچی ذات کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا چھوڑ دیا۔ پورب میں بہت سی نیچی ذاتیں۔ کھتریوں۔ بنیوں۔ کایستھوں کے گھر کا بنا ہوا کچا بھوجن گرہن نہیں کرتیں۔ کھانا کھانے سے اتر کر دوسرے درجے پر پانی پینے کی بندشیں ہیں حتیٰ کہ بعض ذاتیں نظام تمدن میں ایسی نیچی قرار دی گئی ہیں۔ کہ اُن کو ہمارے فرش پر آنے کی اجازت نہیں۔ اُن کو ہمارے اسباب اور ہمارے کپڑوں کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ اُن سے ہاتھ ملانے کا ذکر ہی کیا ہے؟ جنوبی ہند میں یہ چھوت چھات یہاں تک پہنچی۔ کہ بعض ذاتوں کو برہمنوں کے سامنے آنے کی اجازت نہیں۔ اُن کے لئے سڑکیں بھی مخصوص ہیں۔ ان تمام بندشوں اور قیود کی تہ میں ہم کو وہی امپیریل غرور نظر آتا ہے جس نے اس وقت ٹرانسوال میں یوروپین عیسائیوں کو مسئلہ مساوات انسانی کے ماننے والے ہیں۔ اس امر پر مجبور کیا۔ کہ وہ ہندوستانیوں کو اپنی ریل گاڑیوں پر سفر کرنے اور اپنی سڑکوں پر چلنے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

سے منع کر دیں۔

یہ سوشیل پابندیاں اس قدر سرایت کر گئی ہیں کہ مذہبی دائرے میں بھی انہوں نے گھر کر لیا ہے۔ ایک ہی دیوی دیوتا کے ماننے والے ذات پات کی تفریق کے سبب ایک جگہ پرستش نہیں کر سکتے۔ اُونچی ذاتوں کے مندروں میں نیچی ذاتوں کو گھسنے کی اجازت نہیں۔ حالانکہ وہاں پر سب کا کام فقط سر جُھکانا اور چڑھاوا چڑھانا ہے۔ ان بندشوں اور قیود نے ہندوؤں کی تمام سوشیل زور کو توڑ دیا۔ اور اُن کی سوشیل طاقت کو ایسا منتشر کیا۔ کہ اب کسی مشترکہ اغراض کے لئے بھی اُن کو اکٹھا کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

جن لوگوں سے ہم علیحدہ رہتے ہیں۔ وُہ ہمارے لئے اجنبی ہیں جن سے ہم دُور رہتے ہیں۔ اُن کی واقفیت اور صحبت سے ہم محروم ہیں۔ اس سے زیادہ نقصان علیحدگی اور دُوری سے پیدا نہیں ہوتے۔ لیکن جہاں نزدیک ہو کر اور ایک ہی سوشیل مشین کے ٹکڑے ہو مصنوعی علیحدگی اور دُوری ہو جائے۔ جیسی کہ اس وقت ہندوؤں کی مختلف ذاتوں میں پائی جاتی ہے۔ وہاں نتیجۂ نفرت ہوتا ہے۔ نفرت باہمی محبّت و میل جول کے بالکل متضاد ہے۔ جس سوشیل آرگے نی زیشن کے مختلف درجوں میں محبّت و میل وجول کے بجائے نفرت ہو جائے۔ اُس کی حالت قابلِ رحم سمجھنی چاہیئے۔ اگر ایک آرگے نی زیشن میں دس آدمی ہیں۔ مگر اُن دسوں میں آپس میں محبّت اور اتفاق ہے۔ تو وُہ دس آدمی کا آرگے نی زیشن زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ بہ نسبت اس آرگے نی زیشن کے جس میں آدمی تو سو ہیں۔ مگر باہمی نااتفاقی سے دس حصّوں میں منقسم ہیں۔ جن میں سے ہر ایک

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

دوسرے کو زک پہنچانے کی فکر میں ہے۔ گو ہندوؤں کی ذات پات کی تفریق کو اس سو آدمیوں کی آرگے نی زیشن سے مشابہت دینا انصاف نہ ہوگا۔ مگر اس میں کلام نہیں۔ کہ موجودہ فرقہ بندی نے اُن کو بلحاظ اپنی جماعت اور آبادی کے دیگر سوشیل آرگے نی زیشنز سے کمزور کر دیا۔ جو تعداد میں اِن سے کم ہیں۔

ہماری رائے میں نسل انسانی کے جملہ ممبر کم از کم محدود معنوں میں بھائی ہیں۔ اُن میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے۔ کہ دوسرے سے بلاوجہ سے چھوت چھات رکھے۔ لیکن اگر اس وسیع دعوے کو نہ بھی مانا جائے۔ تاہم ایک مذہب کے پیرؤں میں۔ ایک ملک کے باشندوں میں۔ ایک ہی سوشیل مشین کے مختلف پُرزوں میں اس قدر چھوت چھات کا ہونا نہ صرف بے معنی ہے۔ بلکہ اُس سوشیل آرگے نی زیشن کی مضبوطی اور زندگی کے لئے مہلک ہے۔ اس لئے ہم یہ فرض کر لیتے ہیں۔ کہ تعلیم یافتہ ہندو جماعت اِس سچائی کو سمجھتی ہے۔ اور اُس نقصان سے ناواقف نہیں ہے۔ جو ہندوؤں کو بحیثیت قومی اِس چھوت چھات کے مسئلہ سے ہو رہا ہے۔ جس سے وُہ اپنے سوشیل جسم کے بعض نچلے حصّوں کی لیاقت۔ محنت اور شرافت سے پورا فائدہ اُٹھانے سے محروم ہیں۔ اور جو اُن کی سرد مہری، تنفر، غفلت اور سہل انکاری سے تنگ آ کر دوسرے مذاہب کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اِس مرض کا علاج کیا ہے؟ اور اِس کمزوری کو کس طرح دُور کیا جائے۔ ہماری رائے میں ضروری ہے۔ کہ ہندوؤں میں اِس خیال کو پھیلایا جائے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کہ کسی ہندو سے چھوت چھات کرنا پاپ ہے۔ اور جو لوگ اِس سچائی کے قائل ہیں۔ وُہ دلیری سے اُس پر عمل کریں۔ اور کشادہ دِلی سے اُن دیواروں کو گرا دیں۔ جو اُن کو اپنی بھائیوں سے علیحدہ کرتی ہیں۔ اور اس اَن نیچرل (اُسبھاوِک یعنی خلافِ قانونِ قدرت) تقسیم کو قایم رکھتی ہیں۔ ہم اُن اعتراضات سے ناواقف نہیں ہیں۔ جو ایسے طریقہ عمل کے برخلاف پیش کیے جائیں گے۔ "ہندو سوسائٹی ناراض ہو جائے گی۔ جو لوگ اپنی ذات پات کے بندھنوں کے قائل ہیں۔ وُہ ہم سے نفرت کریں گے۔ اور اصلاح کے کام کو دھکا لگے گا۔ ایک وقت تھا جب میں اِن اعتراضات کے زور کو مانتا تھا۔ اگر آریہ سماج اپنی تعلیم کے شروع میں ایسا کرتی۔ اور غالباً اِس کا وہی حال ہوتا۔ جو براہمو سماج کا بنگال میں ہوا۔ میں سوشیل ایولیوشن یعنی ارتقا کے مسئلے کو مانتا ہوں۔ اور میرا یہ خیال ہے۔ کہ ہر ایک سوسائٹی کا حق ہے۔ کہ اُن لوگوں کو اپنے درمیان سے نکال دے۔ جو اُن سوشیل پابندیوں پر عمل نہیں کرتے۔ جو سوسائٹی کے غیر تحریر شدہ قانون یا رواج نے عام رائے سے یا کثرت رائے سے اپنے ممبروں پر قایم ہیں۔ ان قایم شدہ سوشیل رواجات میں اصلاح کرنے والوں کو بہت مدت تک چپکے چپکے پرچار و اشاعت خیالات کا کام کرنا پڑتا ہے قبل اِس کے کہ وُہ سوسائٹی کو اپنے ہم خیال بناویں۔ ہندوؤں کی خاص سوشیل بناوٹ کے لحاظ سے خصوصاً ہندو ازم میں سوشل اصلاح کا کام بہت نازک تھا۔ اصلاح کی تحریک کے آغاز کے دِنوں میں اِس امر کا سخت اندیشہ تھا۔ کہ مصلحان قوم عام برادریوں سے خارج ہو کر ہندو آرگنی زیشن میں چند

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مزید ذاتوں کے پیدا کرنے والے بن جاتے۔ اور اس لئے اس بارے میں میں آریہ سماج کے گذشتہ طریقہ پرچار پر اعتراض کرنے کے لئے طیار نہیں ہوں۔ آریہ سماج کی طرف سے جو کوشش اس وقت تک ہندو برادریوں کے ساتھ ملے جُلے رہنے کی ہوتی رہی ہے۔ اُس کو میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ گو یہ کہنے سے رُک نہیں سکتا۔ کہ بعض اوقات اس کوشش میں منفرد لوگوں نے ضرورت سے زیادہ بُزدلی اور کمزوری دکھائی۔ میری رائے میں ہندو سماج کے واسطے یہ امر مہلک ہوتا۔ اگر آریہ سماجی اپنی جلد بازی یا بے صبری سے ہندو سوسائیٹی سے علیحدہ ہو جاتے۔ اور اپنی ایک علیحدہ سوسائیٹی بنا لیتے۔ ہندو سوسائیٹی کو جو تقویت اس وقت آریہ سماج کے سبب سے حاصل ہے۔ وُہ اُس سے محروم ہو جاتی۔ اور آریہ سماج کبھی اپنے تئیں سے علیحدہ ہو کر اُس قدر اثر پیدا نہ کر سکتی۔ جو اس وقت اُس کو حاصل ہے۔ لیکن ہر ایک نئی تحریک کی زندگی میں ایک مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ جب کہ اصلاح کرنے والی جماعت کو اس قدر اخلاقی اور سوشیل طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ اُن کو کثرت رائے کی پرواہ نہ کرکے اپنی تعلیم کے مطابق عمل کرنا شروع کر دینا چاہیئے۔ اور طوعاً و کرہاً کثرت رائے کو اس قلیل تعداد مگر با اثر جماعت کے طریقہ عمل پر چشم پوشی کرنا پڑتی ہے۔ میری رائے میں تیس سال کی کوشش کے بعد اب آریہ سماج کو یہ طاقت حاصل ہے۔ کہ اگر وہ دلیری سے اپنی تعلیم کے مطابق بعض اصلاحوں کو کر گذرے۔ تو ہندو سوسائیٹی میں اس قدر طاقت نہیں۔ کہ

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اُن کو اپنے اندر سے نکال کر پھینک دے۔ بعض آریہ سماجیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر آریہ سماج شروع ہی میں ہندو سوسائٹی سے علیحدہ ہو جاتی۔ تو اُس کے واسطے اچھا ہوتا۔ اور اُس کی سوشیل طاقت بُہت زیادہ ہوتی۔ مجھے اِس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ اور اگر مَیں یہ بھی مان لوں۔ کہ آریہ سماج کے واسطے یہ طریق زیادہ مفید اور بہتر تھا۔ تاہم مَیں خوش ہوں۔ کہ آریہ سماج نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے یقین کامل ہے۔ کہ آریہ سماج کے اِس عمل سے ہندو سوسائٹی بُہت کمزور ہو جاتی۔ لیکن یہ رائے رکھتے ہُوئے بھی میری یہ رائے ہے۔ کہ اب ہم ایسی منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ اگر بعض معاملات میں دلیری سے اپنے خیالات پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ تو ہندو سوسائٹی میں اِس قدر طاقت نہیں۔ کہ ہمارے برخلاف کسی قسم کی کوئی مخالفانہ کارروائی کر سکیں بعض اصلاحیں ایسی ہیں۔ کہ جن کو ایک کثیر تعداد ہندو سوسائٹی کی دل سے مانتی ہے۔ ماننے والوں کی خواہ کثرت نہ ہو۔ مگر دل سے نہ ماننے والی بھی کثرت نہیں۔

مثال کے طور پر آپ بال بدھوا کا مسئلہ لیں۔ اگر ہندو سوسائٹی کی تعداد سَو مانی جائے۔ تو میرا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ اُس میں چالیس اب بال بدھواہ دواہ کے حق میں ہیں۔ باقی ساٹھ میں سے تیس کم از کم ایسے ہیں۔ جو اُس کے مخالف نہیں۔ دس ایسے ہوں گے۔ جو اگرچہ اُس کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مخالفت کرنے کی قوت نہیں رکھتے۔ بیس فی صدی سے زیادہ ایسے نہیں نکلیں گے۔ جو زبردست مخالفت کے لئے آمادہ ہوں۔ اس لئے اس معاملے میں صرف اخلاقی دلیری اور حوصلہ کا سوال ہے۔ جن لوگوں نے دلیری کر کے اپنی لڑکیوں کی شادی کر دی۔ وُہ برادری سے خارج نہیں ہُوئے۔ اور اُن کے ساتھ برادری کے سوشیل برتاؤ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ چند روز کے لئے بیشک ایک رولا سا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ سوسائٹی کا مجموعی دِل اصلاح کی طرف مائل ہو چکا ہے۔ اس لئے چند دن میں مخالفت دب جاتی ہے۔ اور اصلاح کو ایک زبردست تحریک ملتی ہے۔ میری یہ رائے ہے۔ کہ ہندو (جمہور ہنود کی رائے) نیچی ذاتوں کی نسبت بھی اب ہندو پبلک اوپینین اس امر کے حق میں ہے۔ کہ اُن سے بہتر سلوک کیا جائے۔ اور اس وقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہندوؤں کی تعلیم یافتہ جماعت دلیری سے اس امر کی طرف قدم بڑھائے

مَیں جب ہندو پبلک اُپینین[1] کا ذکر کرتا ہوں۔ تو اُس وقت میری مراد صرف آریہ سماجی حلقوں کی رائے سے نہیں ہے۔ بلکہ اگر مَیں اپنے اندازے میں غلطی نہیں کرتا۔ تو میری یہ مراد ہے۔ کہ ہندو تعلیم یافتہ جماعت میں بلا کسی لحاظِ مذہبی تفریق کے اس امر پہ اتفاق ہے۔ کہ اس وقت تک جو سلوک ہم (نیچی Depressed یعنی) جماعتوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ یا کر رہے ہیں۔ وُہ ہماری سوشیل مضبوطی کے سدِ راہ ہے۔ اور سوشیل ترقی کے لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ہم ان

[1] عوام کی رائے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

ذاتوں سے بہتر سلوک کریں۔ پورانک ہندوازم کی بڑی سرگرم اور مشہور وکیل
مسیز بیسنٹ نے بھی چند روز ہوئے کلکتہ میں اپنے خیالات اس اصلاح کے
حق میں ظاہر کئے تھے۔ اور پورانک ہندوازم کے گڑھ بنگال و مدراس میں کسی اس
امر کی طرف لوگوں کی رائے میں نمایاں تبدیلی ہے۔

آریہ سماج بھی چند سال سے ہندوؤں کی نیچی ذاتوں کو شدھ کرنے میں مصروف
ہے۔ مجھے اُن ذاتوں کے متعلق لفظ شدھی استعمال کرنے میں اعتراض ہے۔ شدھی تو
نجاست لوگوں کی ہوتی ہے۔ چونکہ اتفاقات زمانہ وجہالت سے ہم اُن لوگوں
کو غفلت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور چونکہ ہم نے یہ خیال قائم
کرلیا ہے۔ کہ بعض پیشے مثلاً موچی کا یا کپڑا بننے والے کا یا دھوبی کا حقارت سے
دیکھے جانے کے قابل ہیں۔ اس لئے یہ جماعتیں نجس سمجھنا چاہئے۔ یہ طرز بحث
میری رائے میں صریحاً غلط ہے۔ مجھے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہندو
لوگ اپنے دل سے ایسا بیہودہ تعصب کو نکال دیں۔ کہ دنیا میں کوئی کام کبھی
ایسا ہے۔ جو بنی نوع انسان کی سوشیل ضروریات کے لئے ضروری نہ ہے۔
جس کو آپ رزیل یا قابل نفرت کہنے کا حق رکھتے ہوں۔ میری رائے میں
وہ موچی یا وہ جلاہا یا وہ دھوبی جو ایمانداری سے اپنا کام کرکے سوسائٹی کی
ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اور سوسائٹی کی صحت یا آرام کو بڑھاتا ہے۔
اُس سیٹھ ساہوکار سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو تکیئے گدے لگا کر اپنے مزارعوں

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اور آسامیوں کی کمائی کو ایسے سامان عیش و عشرت کے حصول میں خرچ کرتا ہے جو ممالک غیر سے آتے ہیں۔ اتفاق زمانہ سے بااثر چل میں یا کسی پولیٹیکل بھونچال میں کوئی شخص ایک بڑے قطعہ اراضی پر قابض ہو جاتا ہے۔ امن کے بعد اُس کی اولاد اُس اراضی کی آمدنی پر عیش کرتی ہے۔ مَیں حیران ہوں۔ کہ یہ لوگ کونسے منطق سے اُن لوگوں سے افضل ہیں۔ جو اپنے ہاتھ سے محنت کرکے سوسائیٹی کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ اور قوم کے سُکھ اور آرام کے باعث بنتے ہیں۔ اگر شدھی سے مُراد اس قسم کے سنسکار سے ہے۔ جو انسانوں کی آتماؤں کو اور اُن کے دلوں کو گناہ آلود زندگی سے ہٹا کر پُن اور دھرم کے جیون کی طرف پھیر دے۔ تو مَیں دعوے سے کہ سکتا ہوں۔ کہ ہندؤں کی اُونچی ذاتوں اور تعلیم یافتہ جماعت کے کثیر تعداد کو اس قسم کے سنسکاروں کی ضرورت ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ ابھی تک ہمارے دلوں میں یہ تعصب جما ہوا ہے۔ کہ ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرنے والے شخص سے وُہ بہتر ہے۔ جو اپنے باپ دادا سے ورثہ میں حاصل کی ہُوئی جائداد یا دولت سے عیش کرتا ہے۔ خواہ اُس کا ذاتی چال چلن کیسا ہی ہو۔ اور خواہ اُس کی ذاتی لیاقت صفر ہو۔ بہُت سے بدکار اور بدچلن ہماری سوسائیٹی میں صدر کی جگہ پر بٹھا دئے جاتے ہیں۔ اور ہم سب بلا خیال اس بات

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

گے کہ ہم اُس کی عزت کرنے سے نالائقی اور بدچلنی کو سرشار ہیں بڑھاتے ہیں۔ اُس کی عزت کرتے ہیں۔ مگر اُن بھائیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اپنے ہاتھ سے کام کرکے ہمارے آرام کو بڑھاتے ہیں۔ اور جن کی محنت کے بغیر ہم ایک دن بھی سُکھ کے ساتھ نہیں گذار سکتے۔ لاکھوں بندگانِ خدا ہیں جن کو اپنی عمر میں کبھی بھی کسی زمیندار یا دولتمند ساہوکار۔ یا کسی وکیل یا جج مہاشے یا کسی بابو سے کام نہیں کرنا پڑتا۔ لیکن آیسے انسان کتنے ہیں۔ جو بغیر جولاہے یا موچی کی مدد کے آرام سے رہ سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جس طرح دماغ انسان کے جسم میں شرومنی ہے۔ اسی طرح سوچنے اور دماغی کام کرنے والی جماعتوں کا درجہ ہر ایک سوسائٹی میں کسی قدر دیگر پیشہ وروں سے برتر ہے۔ لیکن یہ فضیلت اس امر کیواسطے کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم پیشہ ور جماعتوں کو حقارت یا نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ پیشہ ور جماعتوں میں دماغ موجود ہے۔ جس کو وہ سوسائٹی یا قوم کی بہتری میں لگا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اُن کو ایسا کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ میری رائے میں اُن کا دماغ اِن جماعتوں کے بہ نسبت بہت زیادہ صحیح وسالم ہے۔ جن کو وراثت میں شراب خوری یا بد دماغی یا بے عقلی ملی ہے۔ مال گذاروں اور ساہوکاروں کی جماعتوں میں بہتیرے آیسے ہیں۔ جنہوں نے اپنے باپ دادا کی بدچلنی میں بے عقلی اور بد دماغی پائی ہے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مگر ہم سب اُن کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ اور اُن کی شُدھی پر کبھی توجہ نہیں کرتے۔
برخلاف اس کے اُن جماعتوں کے شدھ کرنے کا زعم کر لیتے ہیں۔ جو جسم میں ہم سے
بہتر ہیں۔ جو ذاتی شرافت و سادگی میں ہم سے اچھے ہیں۔ اور جن کے دماغی قواء کبھی
بشرطیکہ اُن کو اُن سے کام لینے کا موقع ملے۔ اور تعلیم اور تربیت ہو۔ ہم سے کسی طرح
کم نہیں۔ ہماری رائے میں اب وقت آگیا ہے۔ کہ اعلےٰ ذاتوں کی تعلیم یافتہ جماعتیں اور
جماعتوں سے جن کو ہم اپنی بڑائی کے زعم میں "نیچ" کہتے ہیں۔ بہتر سوشیل رشتہ پیدا
کریں۔ ہم اس امر کے حق میں نہیں ہیں۔ کہ یک لخت کوئی انقلاب عظیم پیدا کیا جائے
بیاہ شادی کے معاملہ میں ابھی ہندوؤں کی اعلےٰ ذاتوں نے اپنی بندشوں کو نہیں توڑا۔
اکٹھا کھانے کے معاملہ میں بھی ابھی اعلےٰ ذاتیں پیچھے ہیں۔ ان دونو اصلاحوں
کا مدار عورتوں کی تعلیم پر ہے۔ جب تک ہندو اپنی مستورات کی تعلیم پر توجہ
نہ دیں گے۔ ان اصلاحوں کا چلنا مشکل ہے۔ لیکن چھوت چھات کا مسئلہ ایسا
ہے۔ کہ جس میں تعلیم یافتہ جماعت ایک قدم آگے رکھ سکتی ہے۔ ہم کو کوئی
وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ کیوں تمام ہندو (سوائے بھنگیوں کے کیونکہ اُن کے
برخلاف جو تعصب ہے۔ اُس کے رفع ہونے کے لئے زیادہ وقت درکار
ہے) ایک فرش پر یا ایک بینچ پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یا کیوں ہم کو کسی ہندو کے
چھو لینے سے پرہیز ہونا چاہیے۔ یا کیوں ہم کو کسی ہندو کے ہاتھ سے پانی پینے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اعتراض ہونا چاہیئے؟ اگر کسی شخص کے برخلاف ہم کو اعتراض غلاظت ہے۔ تو وہی
اعتراض ہم کو اونچی ذاتوں کے غلیظ اور میلے آدمیوں کے برخلاف ہونا چاہیئے غرض
ہم کو کسی آدمی کے چھونے یا اُس سے پانی پینے میں اس وجہ سے اعتراض نہیں ہونا
چاہیئے۔ کہ وُہ نیچی ذات کا ہے۔ تعلیم دینے کے معاملہ میں۔ جلسوں میں شمولیت کی
اغراض سے۔ اور ملازم رکھنے کے لئے ہم کو ہندو ہندو میں تمیز نہیں کرنی چاہیئے۔

ہماری حالت اس قدر افسوس ناک ہے۔ کہ ہم بہت سی باتوں میں غیر ہندوؤں
سے پرہیز نہیں کرتے۔ مگر ہندوؤں سے کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ہمیں غیر ہندوؤں
سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ہم کو کسی ہندو سے پرہیز نہیں کرنا چاہیئے
اگر ہندو سوسائٹی اُن لوگوں کو اپنے اندر سے نہیں نکال سکتی۔ جو برہمن۔ کھشتری بنیے
یا اروڑے ہوتے ہوئے ہوٹلوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ اور مسلمان یا عیسائی
خانساموں کا پکا ہوا کھانا کھاتے ہیں (میں یہ نہیں کہتا کہ اُن کو نکال دیا جائے) تو
کوئی وجہ نہیں۔ کہ کیوں ہم وہی سلوک اُن ہندوؤں سے کرنا شروع نہ کر دیں جن
کو تعصّب یا رواج نے "نیچ" بنا رکھا ہے۔ ہم نے افسوس سے دیکھا ہے۔ کہ جن
اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کو مسلمانوں اور عیسائیوں اور دیگر غیر مذاہب والوں سے
سوشیل تعلّقات پیدا کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ اُن کو اپنی قوم اور اپنے مذہب کے
لوگوں سے اُس رواج اور تعصّب کی بُنیاد پر پرہیز ہے۔ جس رواج اور تعصّب

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

1614 98/6 22662

کو اُنہوں نے زبردست اقوام کے ساتھ رشتے پیدا کرنے کی غرض سے پاؤں تلے کُچل دیا۔ اصل راز یہ ہے۔ کہ ہم میں وُہ تمام عیب موجُود ہیں۔ جو غلامی کی عادی قوموں میں ہونا لازمی ہیں۔ چُونکہ ہم سے زبردست جماعتیں ہمیں حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اور ہم اُن کی بدسلوکی کے برخلاف آواز بلند نہیں کرسکتے اس لیئے ہم بھی اُس کا بدلہ کمزور اور نظامِ تمدّن میں کم تر جماعتوں پر نکالتے ہیں۔ اور جو سلوک ہمارے ساتھ دوسرے کرتے ہیں۔ ہم وُہی اپنے ماتحت جماعتوں پر کرنے سے خوشی حاصل کرتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے۔ اور اس کے سچ ہونے میں مجھے ذرا بھی شک نہیں۔ تو کیا اس امر کی ذرا بھی ضرورت نہیں۔ کہ ہم اپنے اندر سے اس کمینہ خواہش کو نکال دیں۔ اور اپنی ماتحت جماعتوں کو چھاتی سے لگا کر اس امر کا ثبوت دیں۔ کہ ہم میں انصافِ انسانی ہمدردی اور انسانی برادری کا مادہ اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ دوسروں کو ہم پر ظلم یا زیادتی کرتے ہُوئے ذرا سوچنا پڑے گا۔

مجھ کو اُن لوگوں کے مُنہ سے پولیٹیکل پکار سنتے ہُوئے شرم آتی ہے۔ جن کو یہ جرأت نہیں۔ کہ اپنے ہندو بھائیوں سے برابر کا سلوک کریں۔ اور اپنے "اونچا پن" ہونے کے گھمنڈ میں ادنےٰ ذاتوں کو اگر دل سے نفرت نہیں کرتے۔ تو اپنے برتاؤ سے ضرور فاصلہ پر رکھتے ہیں۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ شمالی ہند میں لوگ ایک بڑے پولیٹیکل لیڈر کے اس فعل پر بہت شادان تھے کہ اُس نے اس قدر اخلاقی دلیری دکھلائی۔ کہ تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ ایک ہی فرش پر کھڑے ہو کر پانی پی لیا۔ میرے دل میں اس پولیٹیکل لیڈر کے لئے عزّت ہے۔ مجھے اُس کی ذات سے محبّت ہے۔ لیکن میری رائے ہے۔ کہ اُس صُوبہ کی پولیٹیکل بیداری کا اندازہ اُن کی اس اخلاقی و سوشیل جرأت سے لگایا جا سکتا ہے۔ اگر وُہ صُوبہ اصلاح کے کام میں۔ اور پولیٹیکل بیداری میں۔ اور پبلک لائف میں دیگر صُوبوں سے پیچھے ہے۔ تو اُس کے ذمہ اُس کے وُہ لیڈر ہیں جنہوں نے ابھی تک سوشیل انصاف اپنی زندگی میں دھارن نہیں کیا۔ جو شخص سماجک تعلّق اور سماجک رشتوں میں ڈیما کریسی (DEMOCRACY) یعنی جمہوریت کے اصول کو نہیں مانتا۔ اُس کے مُنہ میں پولیٹیکل تعلقات میں ڈیما کریسی کی وکالت ایک بے معنی آواز ہو۔ جس سے کوئی بامعنی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ ایسے اشخاص میں کبھی وُہ جرأت اور دلیری نہیں آ سکتی۔ جو پولیٹیکل کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ دُنیا میں کامیابی ”ہاف ہارٹڈ“ (HALF HEARTED) اور ”ہالٹنگ“ (HALTING) کے لئے نہیں ہے۔ اس کے لئے ”ہول ہارٹڈ“ (WHOLE HEARTED) اور ”ارنیسٹ“ (EARNEST) ہونے کی ضرورت ہے۔

ہمارے مسلمان ہموطنوں نے جو کوشش ان دنوں میں نسبتاً ہندوں

کے مقابل میں زیادہ پولٹیکل حقوق حاصل کرنے کی کی ہے۔ اُس کے اثناء میں اُنہوں
نے ایک دلیل یہ بھی دی ہے۔ کہ ہندوؤں میں وُہ جماعت شمار نہ ہونا چاہئے
جن کو دوسرے ہندو نہیں چھوتے۔ مَیں نے لنڈن ٹائمز میں اس دلیل کا یہ
جواب دیا تھا۔ کہ مسلمانوں میں بھی ایسی جماعتیں موجود ہیں۔ اور اس لئے اُن کی
اس دلیل کی کوئی پولٹیکل وقعت نہیں۔ مگر اپنے دل میں مَیں اس امر سے
خوش ہوں۔ کہ مسلمانوں نے یہ بحث اُٹھائی۔ کیونکہ یقین ہے۔ کہ اس
بحث سے ہندوؤں کی آنکھیں کھلیں گی۔ کہ اُن کی سوشل غیر مساوات کن
مختلف طریقوں سے اُن کی پولٹیکل ترقی کی مانع ہے۔ اس دلیل کا سب سے
خاطرخواہ جواب تو یہ ہے۔ کہ آنے والی مردم شماری تک کوئی "اچھوت" ہندو
نہ رہے۔ یعنی ہندوؤں میں کوئی بڑی جماعت نہ رہے۔ جس کو مردم شماری میں
"اچھوت" لکھنا ضروری ہو۔ کم از کم یہ تو ضروری ہے۔ کہ ہم "اچھوت" ہندوؤں کی
تعداد گھٹانا شروع کر دیں۔ اور جو ذاتیں پچھلی مردم شماری میں "اچھوت" لکھی
گئی ہیں۔ اُن سے چھوت چھات کا پرہیز ترک کر کے اُن کو اپنے نزدیک لائیں
اُن کو صفائی سے زندگی گذارنا سکھائیں۔ اور اُن کے بچّوں کی تعلیم کا بندوبست
کریں۔ ہندوؤں کی طاقت اس میں ہے۔ کہ اُن کی جماعت کے مختلف افراد
میں نہ صرف باہمی سلوک و برتاؤ بہتر ہو۔ بلکہ اُن میں تعلیمی طاقت بھی ہو۔

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

"اچھوت" جماعتوں کی موجودہ حالت نہ صرف ہندوؤں کے واسطے باعث شرم ہے۔ بلکہ باعث کمزوری بھی ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہندو اس قدر مفید اور زبردست مٹیریل کی سوشیل طاقت و ملاپ و محبت سے محروم ہیں۔ بلکہ یہ "اچھوت" جماعتیں اپنی قابل رحم حالت سے ہندوؤں کو ترقی کرنے سے روکتی ہیں۔ قحط و پلیگ اور دیگر وبائی امراض کے دوران میں یہ جماعتیں سب سے زیادہ تکلیف اُٹھاتی ہیں۔ ہندو اصلاحی جماعتوں کی جو طاقت ہندوؤں کی تعلیمی و اکانامک حالت کو بہتر کرنے میں خرچ ہونی چاہیئے۔ وُہ ان جماعتوں کو موت کے پنجے سے چھوڑانے میں صرف ہوتی ہے۔ جو روپیہ اور جو طاقت کہ ہم کو آگے بڑھنے میں خرچ کرنی چاہیئے وُہ ہم کو پیچھے نہ جانے کے لئے خرچ کرنی پڑتی ہے۔ رحم۔ انصاف۔ ہمدردی۔ اِس امر کی اجازت نہیں دیتے۔ کہ اُن کو موت کا شکار ہونے دیا جائے۔ گو اِس میں کچھ کلام نہیں۔ کہ اُن کی خستہ حالت مختلف طریقوں سے ہماری قومی ترقی کے راستے میں حارج ہے۔ اِس لئے میری رائے میں یہ سوال ایسا اہم ہے۔ کہ اِس پر ہر ایک ہندو کی توجہ درکار ہے۔ کاش ہمارے لیڈر اِس طرف متوجہ ہوں

لاجپت رائے

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-O. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha